میراث کے معاملہ میں کوتاہیاں اور ذمہ داریاں

مفتی عارف محمود، استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

فطرتِ انسانی:

انسان کی فطرت اگر زندہ ہو اور اس میں غور وفکر کی صلاحیت موجود ہو تو اسے جگانے اور حرکت میں لانے کے لئے ایک جملہ اور ایک بول بھی کافی ہو جاتا ہے، لیکن اگر انسان کی فطرت مردہ ہو چکی ہو، بصارت وبصیرت پر کفر وعصیان کے پردے پڑے ہوئے ہوں تو پھر انسان کو بیدار کرنے اور حرکت میں لانے کے لئے تحریر کے سینکڑوں دفاتر، اور ہزاروں بیانات اور کائنات میں موجود لاتعداد مظاہرِ قدرت بھی ناکافی پڑ جاتے ہیں۔

آفاق وانفس میں خالق کائنات نے بے شمار دلائل وحدانیت اور آیات وبراھین برائے ہدایت ودیعت فرمائے ہیں، اگر انسان صرف اپنی خلقت میں غور وفکر کرے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب اس کی ذات کا کوئی وجود نہ تھا، وہ بالکل معدوم تھا، اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے وجود بخشا، رحم مادر سے لے کر ماتا کی آغوش تک اور وہاں سے لے کر قبر کی گود تک، تمام مراحل میں اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کا مکمل انتظام فرمایا، انسان کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں، کسی طرح کا کوئی کمال نہیں، یہ تو محض اس رحیم وکریم آقا کی مہربانی اور انعام واحسان ہے۔

اسبابِ زندگی:

انسان کی ضرورتیں عام طور سے دار الاسباب میں مال وزر سے مربوط ہیں۔ مال ودولت انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اور سبب ہے، اس لئے فطری طور پر انسان کی طبیعت میں مال کی محبت پائی جاتی ہے، اسلام چونکہ دین فطرت ہے، اس لئے اس نے انسان کو نہ صرف حلال طریقے سے کمانے کی اجازت دی ہے، بلکہ اس کی باقاعدہ ترغیب ارشاد فرمائی ہے، مال کمانے کے حلال ذرائع بتلائے ہیں، اس کے احکام کی وضاحت کی ہے، حرام ذرائع کی نشاندہی کی ہے، پھر حلال وحرام کی تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے کے بعد حلال اموال سے متعلق حقوق واجبہ ونافلہ بتلائے، مال

سے متعلق حقوق اللہ اور حقوق الناس دونوں کو واضح کیا اور ان حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا۔

تہذیب جدید اور جاہلی تہذیب میں مماثلت:

آج کا انسان جو تہذیب یافتہ اور روشن خیال ہونے کا دعویدار ہے، مادی ترقی میں زمینوں کو تہہ وبالا کرنے کے بعد آسمانوں کی تسخیر کے خواب دیکھ رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جتنی زیادہ تسخیر کائنات ہوتی جارہی ہے، انسان اتنا ہی زمانۂ جاہلیت کے قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔ جاہلیت کی تہذیب وتمدن کو روشن خیالی اور ترقی کا جامہ پہنا کر اپنایا جارہا ہے، حضرت مولانا ذکی کیفی مرحوم نے کیا خوب فرمایا:

> ”زمانہ جاہلیت میں لوگ جس طرح کفر وشرک میں مبتلا تھے، طرح طرح کی ظالمانہ رسمیں رائج تھیں، غلاموں پر بے جا تشدد کرنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، یتیموں اور بیواؤں کا مال ہڑپ کرجانا، اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم کرنا عام تھا، اسی طرح اس وقت آج کے تہذیب یافتہ دور کی طرح یہ بھی رائج تھا کہ مرنے والے کا مال صرف اور صرف وہ مرد لیتے تھے جو جنگ کے قابل ہوں، باقی ورثاء، یتیم بچے، عورتیں، روتے اور چلاتے رہ جاتے، ان کے قوی طاقتور چچا اور بھائی ان کی آنکھوں کے سامنے تمام مال ومتاع پر قبضہ جمالیا کرتے تھے“۔

بعثت نبوی ﷺ کے نتائج:

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے جہاں کفر وشرک کافور ہوا اور دیگر تمام باطل رسموں کی اصلاح ہوئی، اسی طرح یتیموں کے مال اور عورتوں کے حقوق ومیراث کے سلسلے میں بھی تفصیلی احکامات نازل ہوئے۔ دنیائے انسانیت جاہلی تہذیب سے نکل کر اسلام کی پاکیزہ معاشرت میں زندگی گزارنے لگی۔

اسبابِ میراث:

زمانۂ جاہلیت میں جن اسباب کی وجہ سے آدمی کو میراث ملتی تھی، ان میں ایک سبب ”نسب“ تھا، دوسرا ”معاہدہ“ (یعنی ایک دوسرے سے خوشی وغم میں تعاون کریں گے، ایک مرے گا تو دوسرا اس کا وارث بنے گا، اس بات کا معاہدہ کیا جاتا تھا) تیسرا سبب ”متبنّٰی“ (یعنی منہ بولا بیٹا) وارث بنتا تھا، اس کے علاوہ ابتدائے اسلام میں ان اسباب کے ساتھ ساتھ مواخات وہجرت کی وجہ سے بھی میراث میں حصہ تھا، جو حقیقت میں معاہدہ کی ایک صورت تھی۔

وصیت کا حکم:

اللہ رب العزت حکیم وعلیم ذات ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح واقف و باخبر ہے، اس لئے اپنی حکمت وعلم کے پیش نظر زمانہ جاہلیت کی رسموں کی اصلاح کے سلسلے میں تدریجاً احکامات نازل فرمائے، اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ حکم نازل فرمایا کہ: ہر شخص موت سے پہلے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے اپنی رائے سے مناسب وصیت کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کتب علیکم إذاحضر أحدکم الموت إن ترک خیرا ن الوصیة للوالدین والأقربین بالمعروف......الخ''۔ (البقرة:۱۸۰)

ترجمہ:۔''تم پر یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے تو وہ مال کے بارے میں بھلائی سے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت چھوڑ جائے، جن کو خدا کا خوف ہے، ان کے ذمہ یہ ضروری ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بیان القرآن (۱: ۱۱۵) اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے، یہ حکم تھا کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا مناسب سمجھے، بتلا جاوے۔ اتنا تو ان لوگوں کا حق تھا، باقی جو کچھ رہتا وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا۔ اس آیت میں یہ حکم (یعنی وصیت).....اس حکم کے تین جزو تھے: ایک جزو: اولاد کے اور دوسرے ورثاء کے حصص وحقوق ترکہ میں معین نہ ہونا۔ دوم: ایسے اقارب کے لئے وصیت کا واجب ہونا۔ تیسرے: ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہ ہونا، پس پہلا جزو تو آیتِ میراث سے منسوخ ہے۔ دوسرا جز حدیث سے جو کہ مؤید بالاجماع ہے، منسوخ ہے۔ اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہو گیا، یعنی وارث شرعی کے لئے وصیتِ مالیہ باطل ہے۔ تیسرا جزو اب بھی باقی ہے، ثلث سے زائد میں بالغ ورثاء کی رضاء کے بغیر وصیت باطل ہے۔''

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ماحق امرءٍ مسلم لـه شئ یوصی فیه یبیت لیلتین إلا ووصیته مکتوبة عنده''۔ (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، رقم الحدیث:۲۵۸۷)

ترجمہ:۔''کسی بھی مسلمان کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا ہو تو اس کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں کہ دو راتیں گذر جائیں اور اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من مات علی وصیته مات علی سبیل و سنّة ومات علی تُقی و شهادة و مات مغفوراً له''۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، رقم الحدیث:۲۷۰۱)

ترجمہ:۔''جس شخص کو وصیت پر موت آئی (یعنی وصیت کر کے مرا) وہ صحیح راستہ اور سنت پر مرا، اور تقوی اور شہادت پر مرا، اور بخشا ہوا ہونے کی حالت میں مرا''۔

وصیت کے حوالے سے بتدریج احکامات نازل ہوئے، ان پر عمل ہوتا گیا تو پھر میراث کے حوالے سے تدریجاً احکامات نازل ہونا شروع ہوئے، اس سلسلے میں سب سے پہلا حکم یہ نازل ہوا کہ میراث جیسے مردوں کا حق ہے، اسی طرح عورتوں کا بھی حق ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادگرامی نازل ہوا:

''للرجال نصیب مما ترک الوالدان والأقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والأقربون مما قل منه أو کثر نصیباً مفروضاً''۔(النساء:۷)

ترجمہ:۔''مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ، حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر ہے''۔

اس آیت کے نازل ہونے کا پس منظر کچھ یوں ہے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو پسماندگان میں اہلیہ ام کُجہؓ اور تین بیٹیاں چھوڑیں، حضرت اوس بن ثابتؓ کے چچازاد بھائی سوید اور عرفجہ جو ان کے وصی بھی تھے، انہوں نے سارا مال خود لے لیا اور ام کجہؓ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو جائیداد میں حصے سے محروم کر دیا، مظلوموں کا ماوی اور ملجا حضور اقدس ﷺ کے علاوہ کون تھا؟! چنانچہ ام کجہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے مکان لوٹ جاؤ، جب تک اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نہ آئے تم صبر کرو، اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اجمالی طور سے اس آیت میں زمانۂ جاہلیت کے اس عمل کی نفی فرمائی اور میراث میں عورتوں کا حصہ ہونے کا حکم بھی ارشاد فرمایا کہ میراث صرف مردوں کا حق نہیں، بلکہ اس میں عورتوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور ﷺ نے سُوید اور عرفجہ کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں عورتوں کا بھی حصہ مقرر فرمایا ہے، لہٰذا تم اوس بن ثابتؓ کے مال کو بحفاظت رکھنا، اس میں سے کچھ خرچ نہ کرنا۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور عورتوں کا حصہ ابھی تفصیلی طور سے بیان نہیں کیا گیا تھا کہ دوسرا واقعہ پیش آیا، تین ہجری اُحد کی لڑائی میں جلیل القدر صحابی سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ان کی شہادت پر حسب دستور بھائیوں نے تمام مال و جائیداد پر قبضہ کر لیا اور ان کی اہلیہ اور دو بیٹیوں کو میراث سے محروم کر دیا، حضرت سعدؓ کی اہلیہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آکر واقعہ بیان کیا کہ سب مال اُن کے چچا نے لیا ہے، حضور ﷺ نے

ان کو بھی یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ صبر کرو، عنقریب اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ فرما دیں گے۔

میراث کے تفصیلی احکامات:

تفسیر قرطبی، مظہری اور روح المعانی میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور لڑکیوں کا حصہ بیان کرنے کے لئے اس آیت کو نازل فرمایا:

''**یوصیکم اللہ فی أولادکم للذکر مثل حظ الأنثیین**.....الخ۔(النساء:۱۱)

ترجمہ:۔''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں جتنا حصہ ملے گا''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کو صاف صراحتاً حکم دیا ہے کہ جس طرح میراث میں بیٹوں کا حق ہے، اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق ہے، اس آیت کے نازل ہونے پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کے بھائی سے کہلوایا کہ اپنے بھائی کے مال میں سے دو ثلث لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی بیوہ کو دو، اور باقی مال تمہارا ہے، اسلام کے قاعدۂ میراث کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میراث تقسیم ہوئی۔

زمانۂ حیات میں مال وجائیداد کی تقسیم:

بعض حضرات اپنی زندگی ہی میں اپنا مال وجائیداد، اولاد و اقرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں، عام طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ صرف بیٹوں کو حصہ دیا جاتا ہے اور بیٹیوں اور بیوی کو محروم کر دیا جاتا ہے، جب کہ بعض بیٹیوں کو حج کروانے کا لالچ دے کر حصہ سے محروم رکھتے ہیں، ان لوگوں کو حالتِ صحت میں اگرچہ مال میں تصرف کا مکمل اختیار ہے، لیکن یاد رہے ان کا یہ عمل اسلامی تعلیمات اور اس کی روح و مقتضیٰ کے خلاف ہے، چنانچہ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنوسلمہ میں میری عیادت کے لئے تشریف لائے، مجھ پر بے ہوشی طاری تھی، آپ ﷺ نے پانی منگوایا، وضو فرمایا اور کچھ چھینٹیں مجھ پر ماریں، مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے پوچھا: میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ ترمذی شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں''**کیف أقسم مالی بین ولدی**؟''یعنی میں اپنی اولاد کے درمیان اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:''**یوصیکم اللہ فی أولادکم**.....الخ''۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب: من انتظر حتی تدفن، رقم: ۴۵۷۷، صحیح مسلم، کتاب الفرائض، باب: میراث الکلالۃ، رقم: ۴۲۳۱)

اس آیت میں والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی مال میں سے حصہ دو۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعتِ

خداوندی میں مشغول رہتے ہیں، لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں، یعنی کسی شرعی عذر اور وجہ کے بغیر کسی حیلے سے یا تو حقداروں کا حصہ کم کردیتے ہیں، یا مکمل حصے سے محروم کردیتے ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں! میراث کے بارے میں اللہ کے ایک حکم کے سلسلے میں حیلے بہانوں سے کام لینے والوں کی تمام عمر کی عبادتیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور دیگر اعمال ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، بلکہ ایسے شخص کے بارے میں جہنم کی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ سنن سعید بن منصور کی روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ان الفاظ میں مروی ہے:

''من قطع میراثاًفرضه الله قطع الله میراثه من الجنة''۔ (رقم:۲۵۸)

ترجمہ:۔''جو شخص اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ وارث کو محروم کرے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم کردیتے ہیں''۔

عورتوں کا حصہ بیان کرنے میں قرآن کا اسلوب:

معزز قارئین! آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور فرمائیں: ''للذکر مثل حظ الأنثیین''۔یعنی''لڑکے کو دولڑکیوں جتنا حصہ ملے گا''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے: ''للأنثیین مثل حظ الذکر''نہیں فرمایا کہ دولڑکیوں کو ایک لڑکے جتنا حصہ ملے گا، علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے''للذکر مثل حظ الأنثیین''فرمایا،اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب صرف لڑکوں کو حصہ دیا کرتے تھے،لڑکیوں کو نہیں دیتے تھے،ان کی اس عادت سیئہ پر رد اور لڑکیوں کے معاملے میں اہتمام کے لئے فرمایا کہ لڑکے کو دولڑکیوں جتنا حصہ ملے گا،گویا یہ فرمایا کہ صرف لڑکوں کو حصہ دیتے ہو،ہم نے ان کا حصہ دوگنا کردیا ہے لڑکیوں کے مقابلے میں،لیکن لڑکیوں کو بھی حصہ دینا ہوگا،ان کو بالکلیہ میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ''احکام القرآن''میں اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''هذه الآیة رکن من أرکان الدین وعمدة من عمد الدین وأمّ من أمّهات الآیات ، فإن الفرائض عظیمةالقدر ،حتی أنها ثلث العلم''۔

ترجمہ:۔''یہ آیت (یوصیکم الله في أولادکم) ارکان دین میں سے ہے اور دین کے اہم ستونوں میں سے ہے اور امہات آیات میں سے ہے، اس لئے کہ فرائض (میراث) کا بہت عظیم مرتبہ ہے، یہاں تک کہ یہ ثلث علم ہے''۔

اس آیت کریمہ میں میراث کے احکام بیان فرمانے کے بعد، اس کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا''تلک حدود الله''یعنی یہ میراث کے احکام اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حدود ہیں، ان حدود پر عمل کرنے والوں کے لئے بطورِ انعام وجزا کے فرمایا:

''من یطع اللہ ورسولہ ید خلہ جنّٰت تجری من تحتها الأنهٰر خالدین فیها وذالک الفوز العظیم''۔ (النساء:۱۳)

ترجمہ:۔''جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اس (میراث) کے حوالے سے اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے ایسی جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

میراث کے سلسلے میں اللہ کے بیان کردہ احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کے لئے آگ اور ذلّت کا عذاب ہوگا، ارشادِ ربانی ہے:

''ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعدّ حدودہٗ یدخلہ ناراً خالداً فیها ولہ عذاب مهین''۔ (النساء:۱۴)

ترجمہ:۔''جو اس میراث کے حوالے سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے بیان کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے، اللہ اس کو آگ میں داخل کردیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہوگا''۔

جاہلانہ طرزِ عمل:

بیٹوں کو حصہ دے کر بیٹیوں کو محروم کرنا، یا بھائی اور چچا وغیرہ کا خود لے کر عورتوں کو محروم کرنا، یہ زمانۂ جاہلیت کے کفار کا طرزِ عمل ہے۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند نے''مفید الوارثین'' میں لکھا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کے واضح اور صریح حکم کو پس پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم پر عمل کرنا کوئی معمولی خطا نہیں ہے، نہایت سرکشی اور اعلیٰ درجے کا جرم ہے، بلکہ کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے''۔

علم میراث وفرائض کی اہمیت وفضیلت:

قارئین کرام! آج ہم نے جہاں شریعت کے دیگر علوم سے غفلت برتی ہوئی ہے، وہاں پر علم میراث سے عوام تو عوام، خواص بھی ناواقف ہیں۔ یاد رہے کہ میراث کا علم شریعت میں نہ صرف مطلوب ہے، بلکہ اس کی بہت زیادہ اہمیت بھی ہے، حضور اقدس ﷺ نے اُسے نصف علم قرار دیا ہے۔ دارقطنی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''تعلموا الفرائض وعلموہ الناس، فإنہ نصف العلم، وھو أول شئ ینسی وھو أول شئ ینتزع من أمتی''۔ (کتاب الفرائض رقم:۱)

ترجمہ:۔''اے لوگو! فرائض (میراث) کے مسائل سیکھو، بے شک وہ نصف علم ہے اور وہ (میراث کا علم) سب سے پہلے بھلایا جائے گا اور وہ سب سے پہلے میری امت سے اٹھایا جائے گا۔

بہت سارے دیندار کہلانے والے لوگ جو نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکام کے پابند تو ہوتے ہیں، ان کو ادھر اُدھر بہت ساری باتیں، قصے، کہانیاں تو یاد رہتی ہیں، لیکن میراث کا کوئی ایک مسئلہ بھی ان کو معلوم نہیں، یہ انتہائی درجہ غفلت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس غفلت سے محفوظ رکھے۔

ورثاء کے لئے مال چھوڑنا:

یہ بات یاد رکھیں کہ اپنی اولاد اور ورثاء کے لئے مال چھوڑنا بھی ثواب کا کام ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ:''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں فتح مکہ والے سال ایسا بیمار رہا کہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ابھی موت آنے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت سا مال ہے، میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی کی وصیت کر سکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، پھر فرمایا:

''إن تدع ورثتک أغنياءَ، خيراً من أن تدعهم عالة يتكففون الناس فی أيديهم''۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، رقم: ۲۷۴۲)

ترجمہ:''تم اپنے ورثاء کو مالداری کی حالت میں چھوڑ جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگدستی کی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں''۔

آخر میں ایک دفعہ مکرر یہ گزارش ہے کہ یتیموں، عورتوں، اور بیٹیوں کو میراث اور جائیداد میں حصے سے محروم کرنا بہت بڑا جرم ہے اور گناہ ہے، قانونِ خداوندی سے بغاوت کے مترادف ہے، اس بارے میں کسی قسم کے حیلوں اور بہانوں کا سہارا نہ لیا جائے، بلکہ جو شرعی حصہ داروں کا حق بنتا ہے، وہ ان کے سپرد کردیا جائے، ہاں! اگر اپنے حصہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اپنی رضا ورغبت سے کچھ، یا سارا کسی کو دینا چاہے تو اس کے لئے لینا جائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پورے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور میراث کے حوالے سے پائی جانے والی غفلتوں سے درگزر فرما کر اس کے ازالے کی ہمت عطا فرمائے، امت مسلمہ کی تمام پریشانیوں اور مشکلات کو آسانیوں اور عافیتوں میں بدل دے۔ آمین۔